تحریک پاکستان اور خواتین

ایم۔ سلطانہ بخش

مسلمانان ہند کے حقوق کے تحفظ کے لئے جو بھی تحریکیں چلیں اور جن قائدین نے ان میں مرکزی کردار ادا کیا، ان میں خواتین بھی شامل تھیں۔ انہوں نےاپنے عیش و آرام ، اپنی خاندانی روایات اور اپنی خانگی مصروفیات کو پس پشت ڈال کر تحریک کو کامیاب بنانے میں مردوں کےدوش بدوش حصہ لیا۔ قومی سیاست میں خواتین کے حصہ لینے کی روایت تحریک خلافت کےدوران شروع ہوئی - ان دنوں ہندوستان کی خواتین اور خصوصاً مسلم خواتین گھروں میں مقید تھیں۔خواتین کی تعلیم کا عام رواج نہ تھا۔ ملکی سیاست پرمردوں کی باتیں سن سن کر خواتین کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ مسلمان آزادی کے خواہاں ہیں۔ مگر ان میں ہمت نہ تھی کہ گھر سے باہر نکل کر کام کریں۔ اتفاق سےحکومت ہند نے مولانا محمد علی اور شوکت علی کو گرفتار کر لیا۔دونوں بھائی تحریک خلافت کے رہنما تھے۔ ان کی والدہ ماجدہ نے جو پورے متحدہ ہندوستان میں "بی اماں" کے نام سے مشہور ہوئیں، فرنگی استبداد کے سامنے آکر ٹکر لی اور تحریک آزادی میں، بیوگی کے مصائب میں پالے ہوئے فرزندان ارجمند کو چکی کی مشقت اٹھانے کے لئے آہنی سلاخوں کےسپرد کیا۔

بی اماں (آبادی بیگم) اپنے بیٹوں کے جیل جانے کے بعد تحریک خلافت کو چلانے کی خاطر میدان عمل میں آئیں۔ بی اماں ایک پردہ نشین خاتون تھیں اور کسی اسکول کالج کی تعلیم یافتہ بھی نہ تھیں،

مگر انہوں نے اپنے بیٹوں کو قوم پر قربان ہونے کا ایسا درس دیا کہ تاریخ انکا نام کبھی فراموش نہ کر سکے گی۔ جب ان کے بیٹوں پر کراچی کے دینا ہال میں مقدمہ چلایا گیا تو انہوں نے بیٹوں کو تاکید کی کہ معافی مانگ کر ہر گز جیل سےباہر نہ آئیں۔ ان دنوں دو نظمیں بی اماں کے نام سے بہت زیادہ مقبول اور مشہور ہوئیں (۱)۔

کہہ رہے ہیں کراچی کے قیدی
ہم تو جاتے ہیں دو دو برس کو
بولیں اماں محمد علی کی
جان بیٹا خلافت پہ دے دو

دوسری نظم بعنوان "صدائے خاتون" کو زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ نظم بی اماں کی زبانی ہے۔ نظم کی ادائیگی یوں ہوئی۔

ساتھ تیرے ہے شوکت علی بھی
جان بیٹا خلافت پہ دے دو
بوڑھی اماں کا کچھ غم نہ کرنا
کلمہ پڑھ کر خلافت پہ مرنا
پورے اس امتحاں میں اترنا
جان بیٹا خلافت پہ دے دو
ہوتے میرے اگر سات بیٹے
کرتی سب کو خلافت پہ صدقے
ہیں یہی دین احمد کے رستے
جان بیٹا خلافت پہ دے دو
حشر میں حشر برپا کروں گی
پیش حق تم کو لے کر چلوں گی
اس حکومت پہ دعوئ کروں گی
جان بیٹا خلافت پہ دے دو

بی اماں نے بڑھاپے کے باوجود جلسوں میں تقریریں کیں، اخبارات میں بیان دیے اور بڑے بڑے مردانہ جلسوں کی بھی صدارت کی۔ بلاشبہ بی اماں سب سے پہلی خاتون تھیں جنہوں نے حصولِ آزادی کی تحریک میں حصہ لیا۔ ان کا یہ قدم بعد میں دوسری خواتین کے لیے محرّک ثابت ہوا۔

بی اماں کے بعد ان کی بہو امجدی بانو جو تحریک آزادی کی ایک اور عظیم مجاہدہ تھیں(۲)، اپنے شوہر محمد علی اور اپنی ساس بی اماں کی شخصیت سے اتنی متاثر ہوئیں کہ پردے میں رہ کر مسلمان خواتین میں بیداری اور اسلامی محبت کا جذبہ پیدا کرنے کی کوششوں میں مصروف ہو گئیں۔ انہوں نے مسلمان عورتوں کو جمع کر کے اپنی تقریروں کے ذریعے انگریزوں کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کی جدوجہد شروع کی تو حکومت ہند نے انہیں گرفتار کرکے ۱۹۱۵ء میں جیل بھیج دیا۔ اس طرح بیگم محمد علی تحریک حریت کی پہلی خاتون ہیں جو جیل میں قید رہیں۔ ۱۹۲۰ء میں جیل سے رہائی ملی تو بیگم محمد علی کل ہند خواتین خلافت مجلس کی سکریٹری منتخب ہوئیں اور بعد میں آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کی رکن رہیں۔ آپ ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں برقع پہن کر قائداعظم کے ساتھ بیٹھا کرتی تھیں اور قائداعظم انکے ہر مشورے کو بہت غور سے سنا کرتے تھے(۳)۔

بیگم نصرت عبداللہ ہارون اور بیگم رضا جیسی خواتین نے بھی اسی زمانے میں ملک کی سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔ بیگم نصرت عبداللہ ہارون نے "بی اماں" اور بیگم محمد علی کو برقع پہن کر تحریک خلافت کے لئے کام کرتے دیکھا تو بہت متاثر ہوئیں اور حصولِ آزادی کے لئے کام کرنے لگیں۔ بیگم جہاں آرا شاہنواز نے جو ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون تھیں، پہلی اور دوسری گول میز کانفرنس میں مسلم خواتین

ہند کی نمائندگی کی۔ پہلی گول میز کانفرنس میں ہندوستانی خواتین کے حقوق پر آپ نے نہایت مدلّل تقریر کی۔ آپ پہلی خاتون تھیں جنہیں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا ممبر منتخب کیا گیا تھا(۴)۔

۱۹۳۵ء میں قائداعظم لندن سے بمبئی واپس آئے۔ ملّی سیاست میں تمام مخالفتوں اور مشکلات کےباوجود قائداعظم نے جس فہم و فراست کا ثبوت دیا، وہ ان ہی جیسی عہد ساز شخصیت کا حصہ ہو سکتا ہے۔ خواتین کے عملی محاذ پر کام کرنے کی صلاحیتوں سے قائداعظم بخوبی واقف تھے بلکہ وہ خواتین کی طرف سے پر امید بھی تھے۔ لہٰذا مسلم لیگ میں شمولیت اور کئی تحریکوں کو آگے بڑھانے کی کوششوں میں وہ خواتین کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ وہ دل سے چاہتے تھے کہ خواتین کی تمام خفتہ صلاحیتیں بیدار ہو جائیں اور وہ مردوں کا ہاتھ بٹائیں۔ یہ بڑا مشکل لیکن بہت ضروری کام تھا۔ اس زمانے میں خواتین کے لئے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے ذرائع کا فقدان تھا اور جب کبھی کوئی موقع ہاتھ آتا، مرد یہ کہہ کر انہیں محروم کر دیتے کہ ہمیں لڑکیوں سے نوکری مطلوب نہیں ۔ چنانچہ مردوں کی بے اعتنائی اور حوصلہ شکنی سے مسلم خواتین ہند بےعمل اور بےزبان ہو کر رہ گئیں ۔ علاوہ ازیں اس زمانے میں مسلم خواتین کی بہت بڑی اکثریت پس پردہ رہتی تھی۔ تاہم چند خواتین تعلیمی میدان میں پہلے ہی سےبہت آگے بڑھ گئی تھیں اور ان میں سیاسی شعور بیدار ہو چکا تھا۔ لیکن یہ بیداری اور تعلیم کُل ہند سطح پر جنگِ آزادی کی منزل سے ہمکنار ہونے کے لئے ناکافی تھی۔ جنگِ آزادی ایک قومی مسئلہ تھا، جس کی کامیابی کے لئے ہر فرد کا تعاون ضروری تھا۔ ان حالات میں ایک طبقے کی عدم شرکت قومی تحریک کی کمزوری کا باعث ہوتی۔ لہٰذا قائداعظم نے خواتین کی نمائندگی، حقوقِ نسواں کااعتراف اور انکے عملی تعاون کامسئلہ بھی بغیر ردّ و کدّ کے حل کیا ۔ انہوں نے اپنی مجلس عاملہ میں بیگم محمد علی کو رکن نامزد کیا۔

قائداعظم کی ذمہ داریاں بڑھنے کے ساتھ محترمہ فاطمہ جناح نے گھریلو ذمہ داریوں کے علاوہ سیاسی میدان میں بھی ایک انتہائی اہم ذمہ داری اپنے لیے مخصوص کر لی تھی اور وہ ہندوستان کی مسلم خواتین کو خواب غفلت سےبیدار کرنے کی ذمہ داری تھی۔ انہوں نے مسلم لیگ اور کانگرس کے ہر جلسے میں شریک ہونا شروع کیا۔ ۱۹۳۷ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا لکھنؤ میں اہم اجلاس ہوا۔ جس میں محترمہ فاطمہ جناح قائداعظم کے ہمراہ شریک ہوئیں جو محترمہ فاطمہ جناح کی اولین شرکت تھی۔ اس کے بعد فاطمہ جناح نے اپنے کام کی رفتار تیز کر دی اور تحریک آزادی کی ایک کارکن اور سپاہی کی حیثیت سے مردوں کے دوش بدوش جدوجہد میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا تاکہ ہندوستان میں خواتین کی جرأت اور بہادری کی ایک مثال قائم ہو سکے(۵)۔

۱۹۳۸ء میں وہ بمبئی کی صوبائی شاخ کی رکن بنیں اور اسی سال ۱۰جولائی کو قائداعظم کی زیر صدارت جب بمبئی مسلم لیگ کےعہدے داروں اور کمیٹی کی تشکیل ہوئی تو محترمہ فاطمہ جناح کو کمیٹی کا رکن مقرر کیا گیا۔ ۸ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو بمبئی پروونشل مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کے دوران جن تیس (۳۰)نمائندوں کا انتخاب کیا گیا، ان میں محترمہ فاطمہ جناح کا نام سر فہرست تھا۔ ۱۹۳۹ء میں وہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی مستقل رکن بنیں اور تحریک کی کامیابی تک انکا یہ اعزاز برقرار رہا۔ انہوں نے اس دوران اپنے بھائی قائداعظم کے ہمراہ تقریباً پورے ہندوستان کا دورہ کیا اور خواتین کی سیاسی بیداری کے لئے گراں بہا خدمات انجام دیں(٦)۔ محترمہ فاطمہ جناح نے خواتین کی سیاسی ، سماجی ، معاشی، معاشرتی اور تعلیمی ترقی کے لئے کام کا آغاز تو بہت پہلے ہی کیا تھا، اب اس کی رفتار اور تیز کر دی۔

تحریکِ پاکستان کی سرگذشت، مشکلات کے خلاف دیانت داری، حب الوطنی، محنت، سیاسی سوجھ بوجھ اور ایک بامقصد نصب العین

کی تکمیل کی ایک مسلسل جدوجہد کی کہانی ہے۔ بات تو مدت سے چل رہی تھی، مگر کاروانِ آزادی کی منزل کی جانب تیزی سے قدم بڑھانے کا آغاز یوں ہوا کہ ۱۹۳۵ء کا دستور نافذ ہونے کے بعد جب مسلم لیگ کی تنظیم نو ہوئی اور اسے ہر پہلو سے ایک منّظم، فعّال اور عوامی جماعت بنانے کی کوشش کی گئی تو اس مقصد میں بھرپور کامیابی کے لئے نوجوانوں اور طلبا کو منظم اور مستعد کرنے اور خواتین کو اپنے دوش بدوش سرگرم عمل رکھنے کے لئے متعدد طریقے اختیار کیے گئے۔ اس مقصد کے لئے مسلمان طالبات کے لئے مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن میں‌ایک ذیلی تنظیم کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اسی عرصے‌میں‌عام مسلمان خواتین کو بھی مسلم لیگ کے‌مقاصد سمجھانے، مسلم لیگ سے‌وابستہ کرنے اور تحریک آزادی کی جدوجہد میں شریک کرنے کے لئے مسلم لیگ کی خواتین کو بہت منظم اور وسیع پیمانے پر مستعد کیا گیا۔

قائداعظم کی نگاہ میں‌مسلم خواتین کا مرتبہ بڑا عظیم تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ مسلم خواتین مردوں کے‌دوش بدوش تحریکِ پاکستان میں‌سرگرم عمل ہو جائیں۔ چنانچہ دسمبر ۱۹۳۸ء میں قائداعظم نے خواتین کو تحریک میں مثبت کردار ادا کرنے کا موقع فراہم کرنے کے لئے آل انڈیا مسلم لیگ پٹنہ کا اجلاس بلایا۔ اس اجلاس میں تجویز پاس ہوئی کہ خواتین کو تحریک پاکستان میں مؤثر کردار ادا کرنے کے لئے آل انڈیا مسلم لیگ خواتین سب کمیٹی تشکیل دی جائے۔ یہ کمیٹی تشکیل پاگئی (۷) جس کی رو سے یہ طے پایا کہ :

۱۔ خواتین سب کمیٹیاں کل ہندوستان کے گوشے گوشے میں ضلعی اور صوبائی سطح پر قائم ہوں۔

۲۔ سب کمیٹیاں مسلم لیگ کی ممبر شپ کو بڑھائیں۔

۳۔ خواتین رہنما مسلم خواتین میں‌سیاسی شعور پیدا کرنے کے لئے وسیع پیمانے پر پروپیگنڈہ کریں۔

۴۔ بحیثیت مسلم احساسات کی ترجمان، لیگ کا یہ فرض ہے کہ وہ خواتین کی اس طرح رہنمائی کریں کہ وہ مسلم معاشرے کی سیاسی، ثقافتی اور معاشی ترقی میں برابر کی حصہ دار رہیں۔

اس کمیٹی میں ہر صوبے کی ان تجربہ کار خواتین کو نامزد کیا گیا جو پہلے سے تحریکِ آزادی کی جدوجہد میں مصروف تھیں۔ان خواتین میں "بمبئی سے محترمہ فاطمہ جناح، سندھ سے لیڈی نصرت عبداللہ ہارون ، پنجاب سےبیگم شاہنواز، بیگم سلمٰی تصدّق حسین، فاطمہ بیگم اور بیگم وقار النساء نون، بنگال سے بیگم اختر سلیمان، یوپی سےبیگم راحیلہ شیروانی، بیگم اعزاز رسول، بیگم اسمٰعیل، بیگم نواب اسمٰعیل خان، بیگم حبیب اللہ، سی۔ پی سے بیگم صدیق علی خان، دہلی سے بیگم شائستہ اکرام اللہ، بیگم اقبال حسین ملک، بیگم انجمن آراء، نورالصباح بیگم، بیگم قیصرہ انور علی اور مدراس سےبیگم حفیظ شامل تھیں(۸)۔ قائداعظم نے رائے عامہ کے احترام میں یہ کمیٹی صرف خواتین تک محدود رکھی تاکہ وہ آزادی سے خدمت کر سکیں۔ اس تنظیم سے برصغیر کی خواتین میں ایک عجیب و غریب بیداری کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ دراصل یہاں سے مسلمانان برصغیر کی آزادی کی جنگ باضابطہ اور منظم طریقے سے شروع ہوئی۔اس جہاد آزادی میں مادرِملّت محترمہ فاطمہ جناح نے اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ حصہ لیا۔ اپنے عظیم بھائی قائداعظم کے شانہ بہ شانہ مسلم خواتین میں سیاسی، سماجی اور تعلیمی شعور کی بیداری کی زبردست کوششیں کرتی رہیں۔ اس اجلاس کےبعد محترمہ فاطمہ جناح مسلم خواتین کی رہنمائی کے لئے روشنی کا مینار بن گئیں اور انہوں نے کل ہند دورے کیے اور بے شمار خواتین کمیٹیاں تشکیل دیں(۹) اور خواتین مسلم لیگ کے ہزاروں اجتماعات سے خطاب کیا۔ فاطمہ جناح جلسوں میں مسلم لیگ کے مفہوم اور اس کےنصب العین پر روشنی ڈالتی تھیں۔ کیونکہ مخالفین کے سخت پروپیگنڈے اور تنقید نے مسلم خواتین کے

ذہنوں میں الجھن پیدا کر رکھی تھی، جس کو دور کرنے کے لیے فاطمہ جناح ہی واحد خاتون تھیں جو صحیح روشنی ڈال سکتی تھیں اور قائد اعظم کے نظریات کو واضح کر سکتی تھیں۔

غرضیکہ محترمہ فاطمہ جناح کی رہنمائی میں دیگر لیڈر خواتین مسلم لیگ نے تحریکِ بیداریٔ نسواں میں ایسی روح پھونکی، جس کے قائد اعظم متمنی تھے۔ ملک کے ہر حصے سے پردہ نشین مسلم خواتین نے جوق در جوق آ کر مسلم لیگ میں شامل ہونا شروع کر دیا۔ مسلم لیگ کی زیادہ سے زیادہ تنظیم کے لیے پورے ہندوستان کے ہر شہر، ہر ضلع اور ہر صوبے میں خواتین کی سب کمیٹیاں قائم ہو گئیں۔ ان کمیٹیوں کے اخراجات کے لئے بھی یہی خواتین خود چندہ جمع کرتی تھیں۔ کارکن خواتین بڑے جوش اور ولولے کے ساتھ اپنے ہاتھوں میں مسلم لیگ کی رکنیت کی کاپیاں لے کر شہروں اور دیہاتوں میں پھیل گئیں اور ہزاروں لاکھوں خواتین کو دو دو آنے لے کر مسلم لیگ کا رکن بنایا۔ اس طرح لاکھوں خواتین کو جو آزادی کے مفہوم سے ناآشنا تھیں، مسلم لیگ کے مقاصد اور تحریکِ پاکستان سے روشناس کرایا گیا۔ خواتین کے وفود شہروں اور دیہاتوں میں جا جا کر تقریریں کرکے ان پڑھ اور پردہ نشین خواتین میں حصولِ آزادی کا شوق پیدا کرتے تھے۔

کارکن مسلم خواتین نے ان دنوں میں صرف یہی کام نہیں کیا کہ وہ عام خواتین کو بیدار کریں بلکہ حصولِ آزادی کے بعد پاکستان کی حیات و بقا کی جدوجہد کے لیے نئی نسل کو بھی تیار کرنا ان کے فرائض میں شامل تھا۔ اسی وجہ سے انہوں نے تعلیم نسواں کو فروغ دینے کے لئے کوششیں کیں تاکہ تحریک آزادی کے ساتھ ساتھ تعلیم کی کمی بھی پوری ہوتی رہے اور تعلیم سے شعور بیدار ہو۔ اس کے لیے جہاں جہاں ضرورت دیکھی، وہاں دو کمرے حاصل کر کے مسلم لیگ خواتین سب کمیٹی کے زیرانتظام اسکول قائم کیے۔ اس طرح شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں ابتدائی سطح پر ہزاروں اسکول کھل گئے۔

مسلم لیگ خواتین سب کمیٹی کی خواتین ارکان کا اہم کام محلوں میں بڑے بڑے جلسے منعقد کرنا، سالانہ ممبر سازی کر کے مسلم خواتین میں مسلم لیگ کو منظم کرنا اور سالانہ خواتین کے اجلاس منعقد کرانا تھا۔ اسکے علاوہ مسلم لیگ کی شاخوں کے تحت مختلف مراکز قائم کرنا بھی تھا۔ کارکن خواتین بڑے جذبے اور خلوص سے ان کاموں کو انجام دیتی تھیں۔ ان کی کارکردگی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے خواتین مسلم لیگ کی ایک ایک شاخ میں کئی کئی مراکز قائم کئے اور چندہ جمع کر کے ان کی ضروریات پوری کیں۔ مثلاً دہلی میں خواتین مسلم لیگ کی ایک شاخ کے تحت درج ذیل مراکز قائم ہوئے(۱۰)۔

نئی دہلی :- بمقام

۱۔ گول مارکیٹ ---- ایک پرائمری اسکول لڑکیوں کے لئے

۲۔ روز ایونیو ---- ایک پرائمری اسکول، ایک لائبریری ، ایک انڈسٹریل ہوم ، اور ایک ایک (فرسٹ ایڈ) ابتدائی طبّی امداد کا مرکز۔

۳۔ **خواتین** مسلم لیگ کی ایک شاخ ۔

پرانی دہلی :-

۴۔ دریا گنج ---- **خواتین** مسلم لیگ کی ایک شاخ ، ایک پرائمری اسکول لڑکیوں کے لئے

۵۔ کشمیری دروازہ ---- خواتین مسلم لیگ کی ایک شاخ، ایک پرائمری اسکول لڑکیوں کے لئے

۶۔ پھاٹک حبش خاں ---- خواتین مسلم لیگ کی ایک شاخ

۷۔ چوڑی دالاں ---- خواتین مسلم لیگ کی ایک شاخ

۸۔ پہاڑ گنج ---- مسلم لیگ خواتین کی شاخ، لڑکیوں کے لئے اسکول

۹۔ موری دروازہ ---- خواتین کی شاخ

۱۰۔ صدر بازار ---- خواتین مسلم لیگ کی شاخ

۱۱۔ فراش خانہ ---- خواتین مسلم لیگ کی شاخ، پرائمری اسکول

۱۲۔ سبزی منڈی ---- خواتین مسلم لیگ کی شاخ، ناخواندہ خواتین کے لئے اسکول

۱۳۔قرول باغ ---- خواتین مسلم لیگ کی ایک شاخ

مضافات

۱۴۔سرائے روح اللہ---- خواتین مسلم لیگ کی ایک شاخ

۱۵۔مہرولی ---------------------------- ۱۶۔ تیمارپور --------------------

۱۷۔ شاہدرہ --

خواتین نے جہاں جہاں ممکن ہوا تعلیم بالغاں کے لیے ادارے قائم کیے۔ وہ ان اداروں میں خود جا کر تعلیم دیتی رہیں، جن کے لیے نہ کوئی مشاہرہ مقرر ہوتا تھا اور نہ تنخواہ کا تعین تھا۔ ان دنوں معلوم نہیں کس طرح کا قدرتی جوش اور ولولہ ہر مسلم خاتون کے دل میں پیدا ہو چکاتھا کہ جس کےتحت قومی کام کرتے ہوئے نہ صلہ کی تمنا تھی اور نہ کسی نام و نمود کی خواہش۔ تعلیمِ نسواں اور تعلیمِ بالغاں کے اداروں کے قیام کے ساتھ ساتھ آنے والی مصیبتوں کی پیش بندی کے طور پر مسلم طالبات کی تنظیم نو کی گئی۔ نیشنل گارڈز کی تربیت کے انتظام کے لیے خواتین کارکنوں نے اپنے گھروں پر تربیت گاہیں کھول دیں اور اپنی نگرانی میں تربیت دلاتی تھیں۔ ان خواتین اور لڑکیوں کو ابتدائی طبّی امداد اور دواؤں کے استعمال کے طریقوں سے بھی آگاہ کیا جاتا تھا۔

لیڈر خواتین مسلم لیگ سب کمیٹی دوسرے صوبوں اور علاقوں میں خواتین مسلم لیگ کی تنظیم اور اشاعت کے سلسلےمیں ہونے والے مختلف کاموں کی نہ صرف تفصیل معلوم کرتیں بلکہ جہاں ضرورت پڑتی، وہاں دوسروں کےمسائل کا حل بھی تجویز کرتیں اور کارکن خواتین کی حوصلہ افزائی بھی کرتی تھیں۔ اس کا اندازہ بیگم محمد علی کے ایک خط کے اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے جو انہوں نے بیگم صدیق علی خان کے نام لکھا تھا۔(۱۱)

بسم اللہ

قرول باغ، دہلی
۱۷ جولائی ۱۹۳۹ء

پیاری بہن۔ السلام علیکم

امید ہے کہ آپ اچھی ہوں گی اور متعلقین بھی اللہ کے فضل و کرم سے بخیروعافیت ہوں‌گے۔ نہ معلوم سی۔ پی میں زنانہ مسلم لیگ کی ترقی کا کیا حال ہے۔ کتنے ضلعوں میں قائم ہوئی ، کتنے شہروں تک پھیلی، جلسوں اور تقریروں کی کیا رفتار ہے، میں ان سب حالات کے معلوم کرنے کے لیے بےچین ہوں، اگرچہ یقین رکھتی ہوں کہ آپ کے ہوتے ہوئے ناگپور سی-پی کی عورتیں خوابیدہ نہیں رہ سکتیں۔ آپ نے جہاں صور پھونکا، سب بیدار۔ خدا کرے آپ نے بہت سا کام کیا ہو اور عورتوں کی دنیا میں ہر طرف چہل پہل، مگر کیسی چہل پہل ---- قومی اور دینی---- سب نظر آ رہی ہو۔

والسلام
جواب کی منتظر، آپ کی بہن
بیگم محمد علی (۱۲)

مسلم خواتین بڑی ذمہ داری سےمسلم لیگ کے پیغام کی اشاعت اور حصول آزادی میں کوشاں تھیں۔ ۱۹۳۸ء میں قائداعظم نے پٹنہ میں آل انڈیا زنانہ مسلم لیگ سب کمیٹی کے قیام کے موقع پر ہندوستان بھر کی مسلمان خواتین سے اپیل کی تھی کہ وہ اپنے اپنے صوبوں، ضلعوں اور شہروں میں خواتین مسلم لیگ کی شاخیں قائم کر کے مردوں کے شانہ بہ شانہ اپنے قومی مقاصد کے حصول کے لیے جدوجہد کریں۔ اس اپیل کے جواب میں‌متعدد صوبوں میں زنانہ مسلم لیگ کی شاخیں قائم کی گئیں لیکن صوبہ سرحد کے مخصوص حالات کے پیش نظر وہاں کی خواتین کا کسی تحریک میں حصہ لینادشوار تھا۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے دیگر صوبوں کی طرح یہاں بھی خواتین میں تعلیم کی کمی تھی اور خواتین

پردے کی سختی سے پابندی کرتی تھیں۔ خود اعتمادی کی کمی سےکسی خاتون کو اتنی جراْت نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ گھر گھر جا کر دوسری خواتین کو تحریک آزادی میں حصہ لینے پر آمادہ کر سکیں یا خواتین مسلم لیگ کی ممبر بنا سکیں۔ یہی حال صوبہ بلوچستان کا تھا۔

یوں تو ۱۹۳۸ء سے ہی آل انڈیا مسلم لیگ خواتین سب کمیٹی نے ممبر سازی کی مہم شروع کر دی تھی لیکن جب ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور کے منٹو پارک میں اسلامیان ہند کا عظیم تاریخی اجتماع ہوا، جس میں پاکستان کے قیام کا مطالبہ کیا گیا تھا تو اس اجلاس کے بعد خواتین کی سب کمیٹی نے اور زیادہ زور شور سےکام شروع کیا۔ اس تاریخی اجلاس میں محترمہ فاطمہ جناح اپنے عظیم بھائی قائد اعظم کے ہمراہ شریک ہوئیں۔ بیگم محمد علی آل انڈیا مسلم لیگ خواتین سب کمیٹی کی صدر کی حیثیت سے شریک ہوئیں اور انہوں نے پاک و ہند کی مسلمان خواتین کی جانب سے اس قرار داد کی تائید میں تقریر کی۔ بیگم محمد علی کے علاوہ دیگر لیڈر مسلم خواتین ، بیگم وسیم ، بیگم نواب اسمٰعیل خان، بیگم شاہنواز، بیگم سلمٰی تصدق حسین ، لیڈی نصرت عبداللہ ہارون ، بیگم حسین ملک اور بیگم حکم وغیرہ نے بھی شرکت کی(۱۳)۔

قرارداد لاہور کی منظوری کےاگلے روز مسلم لیگ خواتین سب کمیٹی نے حبیبیہ ہال اسلامیہ کالج لاہور میں اپنا ایک الگ اجلاس منعقد کیا جس میں تقریباً تین ہزار خواتین نے شرکت کی۔ مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کے لیے ہندوستان کے طول و عرض سے جو خواتین مندوب بہت بڑی تعداد میں لاہور آئی ہوئی تھیں اور جن میں سے چند ایک لیڈر خواتین کے نام اوپر آ چکے ہیں، وہ سب یہاں موجود تھیں۔ بیگم شاہنواز نے خواتین کے مستقل مندوبین کاتعارف کروایا ۔ جن میں محترمہ فاطمہ جناح، بیگم حفیظ الدین (سوات)،

لیڈی ہارون (سندھ)، بیگم اسمٰعیل خان (میرٹھ)، بیگم حبیب اللہ اور بیگم اعزاز رسول (لکھنؤ)، بیگم رحمٰن، بیگم رضااللہ (دہلی)، مس نادر جہاں، بیگم خورشید آراء صدیق علی خان (ناگپور) اور بیگم وسیم کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

بیگم مولانا محمد علی نے خطبۂ صدارت میں مسلم خواتین سےاپیل کی کہ وہ اپنے مذہب اور قوم کی جانب سے عائد ہونے والے فرائض سے آگاہ ہوں۔ بیگم محمد علی نے نوجوان لڑکیوں سے مخاطب ہو کر کہا "مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی حقیقی نمائندہ جماعت ہے۔ آپ پر خصوصاً یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ پوری جان فشانی سے سخت محنت کریں۔ مسلم لیگ کا پیغام گھر گھر پہنچا دیں اور اسے مضبوط بنائیں"۔ اسی اجلاس میں یہ قرارداد بھی منظور کی گئی کہ تمام اضلاع اور شہروں میں مسلم لیگ خواتین سب کمیٹیاں بنائی جائیں تاکہ خواتین میں مسلم لیگ کو مقبول بنایا جا سکے۔ چنانچہ ۱۹۴۰ء کے تاریخی اجلاس میں جو مسلم لیڈر خواتین موجود تھیں، انہوں نے واپس جاکر اپنے اپنے صوبوں میںخواتین کے جلسے منعقد کرکے ان کو مسلمانان ہند کے مطالبے سے آگاہ کیا اور اپنی تقاریر سے ان پر یہ بات واضح کی کہ جب تک مسلمان اپنا علیحدہ ملک حاصل نہیں کر لیتے، اس وقت تک وہ مذہبی، ثقافتی اور اقتصادی آزادی قائم نہیں رکھ سکتے۔ اگر انگریز سے نجات مل گئی تو ہندو ہم پر راج کرے گا۔ ان تقاریر کا یہ اثر ہوا کہ ملک بھر کی مسلمان خواتین میں وہ جوش و خروش پیدا ہوا کہ ہر خاتون حصولِ آزادی کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے آمادہ نظر آنے لگی۔

سرحد کی نوجوان طالبہ محترمہ زری سرفراز بھی اپنے والد کے ہمراہ لاہور کےاس تاریخی اجلاس میں شریک ہوئیں ۔" اس تاریخی اجتماع میں کئی مسلم خواتین کو مسلم لیگ کے پرچم تلے قائداعظم کی

آواز پرلبیک کہتے ہوئے دیکھ کر اس خاتون کےدل میں احساس پیدا ہوا کہ وہ بھی اپنے خطّے(صوبہ سرحد) کی خواتین کو حصول پاکستان کے لیے تیار کرے تاکہ انگریز قوم سے نجات حاصل کرنے اور ایک آزاد مقدس ملک حاصل کرنے کے لیے مردوں کے دوش بدوش مشترکہ جدوجہد کی جائے"(۱۴)۔

اس اجلاس میں شرکت کےبعد جب محترمہ زری سرفراز مردان پہنچیں تو اپنے عزیزوں اور سہیلیوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ مسلم لیگ کی مدد کریں اور تمام ہندوستان کی مسلم خواتین کے ساتھ تحریک پاکستان میں حصہ لیں۔ چنانچہ ان خواتین کو مسلم لیگ کا ممبر بنایا اور عزمِ صمیم و یقینِ محکم کے ساتھ وہ قومی خدمت کے لئے نئے ولولوں کے ساتھ میدانِ عمل میں نکل آئیں۔ بعد ازاں آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کی فعال رکن فاطمہ بیگم، قائداعظم کی ہدایت پر بیگم تصدق حسین اور بیگم زبیدہ شاہ کے ہمراہ سرحد پہنچیں۔ چند تعلیم یافتہ لڑکیوں اور چند بیگمات کو آمادہ کرکے خواتین مسلم لیگ کا ایک جلسہ کیا جس میں بیگم قاضی میر احمد کو سرحد زنانہ مسلم لیگ کا صدر اور ان کی بیٹی شیریں وہاب کو جنرل سکریٹری منتخب کیا گیا۔ اس جلسے میںخواتین کی حاضری بمشکل ۳۰ کے قریب تھی۔ فاطمہ بیگم نے نہایت پرجوش تقریر کی اور سرحد کی خواتین سے اپیل کی کہ اپنی دوسری مسلم بہنوں کی طرح تحریکِ آزادی کی جدوجہد میں مردوں کے دوش بدوش حصہ لیں اور تحریک کو کامیاب بنائیں(۱۵)۔ چنانچہ سرحد کی ممتاز خواتین جن میں محترمہ زری سرفراز ، بیگم قاضی میر احمد، شیریں وہاب ، نذیر نیاز (نذیر طلا محمد) اور بیگم کمال الدین وغیرہ نے عملی جدوجہد کا آغاز کیا اور تحریک کے مقاصد سے سرحد کی خواتین کو روشناس کرنا شروع کیا۔ اور اپنی پُرجوش تقریروں سے خواتین میں بیداری کی لہر

پیدا کی۔ خصوصاً بیگم کمال الدین کی تقریریں سامعین میں ایک عجیب جوش اور ولولہ پیدا کر دیتی تھیں۔ تحریکِ آزادی کے دوران جہاں بھی وہ جاتی تھیں، ان کی تقریروں پر پابندی عائد کر دی جاتی۔ پنجاب اور سرحد کی حکومت نے کئی بار انکی تقریروں پر پابندی عائد کی مگر اس جادو بیان مجاہدہ نے تحریکِ آزادی کو کامیاب کرنے کے لئے کہیں مسجدوں میں چھپ کر آزادی کے مقصد کی تکمیل کی اور کہیں بھیس بدل کر آزادی کی تحریک کو کامیاب بنانے کی کوشش کی --- قدم قدم پر ڈٹ کر مردانہ وار مصائب وآلام کا مقابلہ کیا(۱۶)۔ ان مجاہد خواتین کی کوششوں سے پورے صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کی شاخیں قائم ہو گئیں اور کارکن خواتین مسلم لیگ کے لیے سرگرم عمل ہو گئیں۔

۱۹۴۲ء تک لاہور کی قرارداد کو پاکستان کا نام نہیں دیا گیا تھا، مگر غیر مسلم اخبارات اس کو قرارداد پاکستان کا نام دے کر اس کی پرزور مخالفت کر رہے تھے۔ یکم مارچ ۱۹۴۲ء کو قائداعظم نے اسلامیہ کالج لاہور کے وسیع میدان میں قوم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا؛ "ہم نے قرارداد لاہور کو پاکستان کا نام نہیں دیا تھا لیکن اگر ہمارے دشمن ہمیں چڑانے کے لیے اس نام کو استعمال کر رہے ہیں تو ہم اس سے چڑیں گے نہیں۔ بلکہ اب سے اس کو قرار داد لاہور کی بجائے قراردادپاکستان کے نام سے پکارا کریں گے"(۱۷)۔ چنانچہ اس اعلان کے بعد سے قرارداد پاکستان کی اصطلاح ہندوستان کے کونے کونے میں گونج اٹھی۔

قائداعظم خواتین کے کاموں اور تنظیم کی کارکردگی سے بہت خوش تھے اور اکثر تقاریر میں خواتین کی ہمت افزائی فرماتے تھے،جس کی وجہ سے خواتین اور بھی زیادہ تن دھی سے جدوجھد آزادی میں مصروف ہو جاتیں۔ محترمہ فاطمہ جناح نے قائداعظم کے ساتھ ملک کے کونے کونے کو چھان مارا اور تحریکِ نسواں کو تیز اور" منظم کیا۔

محترمہ فاطمہ جناح اجتماعات کو خطاب کرتے ہوئے جہاں مسلم خواتین کو مسلم لیگ کے مشن سے آگاہ کرتیں، وہاں انہیں یہ بھی تلقین کرتی تھیں کہ وہ مردوں کے دوش بدوش مسلم ہندوستان کی نشاۃِ ثانیہ کے لیے اپنا کامل حق ادا کریں۔ مسلم مردوں کی عملی امدادکرنے کے لیے محترمہ فاطمہ جناح نے اگست ۱۹۴۲ء میں کوئٹہ کے مقام پر خواتین کو تلقین کرتے ہوئے انہیں ان الفاظ میں خطاب کیا:

> "اب تک ہم مسلم خواتین نے اپنی قوم کی خاص طور پر مدد نہیں کی ہے۔حالانکہ ہم لوگ بھی اگر چاہتے تو بہت کچھ کام میں‌حصہ بٹا سکتے تھے۔ اس وقت ہماری ضرورتیں چار ہیں، یعنی اقتصادی، معاشرتی، تعلیمی اور سیاسی۔ ہم کو چاہیے کہ ہم میں سے ہر ایک، جس سے جتنا ہو سکے، اپنی قوت اور اپنی حیثیت کے مطابق اپنے خاندان، اپنے ہمسایہ، اپنے دوستوں اور عزیزوں میں عملی قوت کی روح پھونک کر اس میں قومیت کا جذبہ پیدا کریں۔ اس طرح ہم اپنی قوم کی کچھ مدد کر سکتے ہیں (۱۸)۔

محترمہ فاطمہ جناح کے ارشادات مسلم خواتین کی رہنمائی اور رہبری کےلئے بہترین سرمایہ تھے۔ مسلم خواتین بڑی لگن اور خلوص سے مسلم لیگی مردوں سےتعاون کرنے پر کمربستہ ہو گئیں۔ محترمہ فاطمہ جناح اکثر خواتین کو عملی طور پر سیاست حاضرہ میں‌حصہ لینے کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ انہوں نے ۱۹۴۳ء میں مسلم لیگ خواتین سب کمیٹی دہلی کے ایک جلسےمیں بڑی خوبصورتی سے موجودہ سیاست میں‌مسلم خواتین کے کردار کو یوں بیان کیا:

> "اس عظیم جدوجہد میں‌جس کا ہم کو اس وقت سامنا ہے اور جس سے ہم کو آئندہ گزرنا ہوگا، قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلم خواتین کو اس میں کیا حصہ لیناچاہیئے۔ مجھے یقین

ہے کہ آپ مجھ سے اتفاق کریں گی کہ مسلم ہندوستان کے بنانے میں ہمارے آگے وسیع میدان ہے اور ہم سب کا اس سےتعلق رکھنا اور اس میں حصہ ادا کرنا وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ یہ عورت ہی کا ہاتھ ہے جو آج کل کے نوجوان اور کل کے بچے کی زندگی کو ڈھال سکتا ہے۔ یہ عورت ہی کا ہاتھ ہے جو عمدگی اور کامیابی کے ساتھ قومی ترقی کے ان شعبوں کو مستحکم کر سکتا ہے جن کا تعلق عوام کی اقتصادی، سماجی اور تعلیمی سرگرمیوں سے ہو (۱۹)۔

محترمہ فاطمہ جناح جانتی تھیں کہ نوجوان جو قوم کی اصل بنیاد ہیں، انکےکردار کی تعمیر خواتین کی ذمہ داری ہے۔ جس قوم کی مائیں، بہنیں اور بیٹیاں قومی شعور سے بہرہ ور ہوں گی وہ قوم کبھی پسماندگی کے اندھیروں میں نہیں بھٹک سکتی۔

۱۹۴۳ء کا سال مسلم خواتین کے لیے بڑا اہم سال تھا۔ ان کی کارکردگی کے مدِنظر ۱۹۴۳ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ دہلی زیر صدارت قائداعظم محمد علی جناح میں یہ تجویز منظور ہوئی کہ خواتین کو کل ہند بنیاد پر نمائندگی دی جائے گی۔ اس تجویز کی رو سے ہندوستان کے تمام صوبوں سے نمائندہ خواتین نامزد کی گئیں۔ جن مسلم خواتین کو صوبہ وار نمائندگی کا شرف حاصل ہوا، ان میں اکثر وہ خواتین بھی تھیں جو آل انڈیا مسلم لیگ خواتین سب کمیٹی میں ابتدا ہی سے یعنی ۱۹۳۸ء سے رکن منتخب ہو چکی تھیں۔ مثلاً محترمہ فاطمہ جناح، بیگم محمد علی، بیگم حبیب اللہ، بیگم اعزاز رسول، لیڈی ہارون، بیگم حفیظ، بیگم صدیق علی خان، فاطمہ بیگم، بیگم بشیر احمد اور بیگم سلمیٰ تصدق حسین وغیرہ۔

کل ہند بنیاد پر جن خواتین کو نامزد کیا گیا۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ممبران سب کمیٹی خواتین، آل انڈیا مسلم لیگ

پنجاب ؛ بیگم بشیر احمد ، بیگم عبدالعزیز، فاطمہ بیگم ، بیگم سلمٰی تصدق حسین، اور بیگم رحمٰن،

بمبئی؛ محترمہ فاطمہ جناح، بیگم حفیظ الدین، مسز جیراز بھائی، مسز محمد حسین اور مسز سوم جی،

بنگال؛ بیگم شہاب الدین، بیگم ایم۔ اے۔ ایچ، اصفہانی، بیگم حکم،

ممالک متحدہ؛ بیگم حبیب اللہ، بیگم محمد علی، بیگم محمد وسیم، بیگم محمد اختر خاں، بیگم اعزاز رسول، بیگم سعید الدین اور بیگم رضااللہ بیگ۔

ممالک متوسط؛ بیگم صدیق علی خاں، مسز افتخار علی، سلیم الزہرہ بیگم

بہار؛ بیگم اختر

آسام؛ مسز عبدالمتین چوہدری

سندھ؛ لیڈی ہارون، بیگم انور ہدایت اللہ، بیگم جی الانا

بلوچستان؛ بیگم قاضی عیسیٰ

دہلی؛ مسز حسین ملک، انجمن آرا، مسز محمد حسین، بیگم شائستہ اکرام اللہ، مسز زاہد حسین، اور مسز بخاری،

شمال مغربی سرحدی صوبہ؛ بیگم شیریں وہاب، بیگم کمال الدین،

مدراس؛ مسز کریم اصفہانی، مسز ملنگ احمد شاہ، مسز حمید خاں،

اس سلسلے میں چند ممتاز خواتین بیگم شاہنواز ، بیگم مسز رشیدہ لطیف، لیڈی جمال خاں اور لیڈی عبدالقادر پنجاب کی خواتین کی کچھ مدت تک نمائندگی کر چکی تھیں۔ بمبئی سے مسز فیض طیب جی، مسز سوم جی، سی۔ پی سے مس نادر جہاں، دہلی سے مسز نجم الحسن اور بیگم رحمٰن، سرحد سے بیگم حاجی سعد اللہ خان اور مسز خواجہ اللہ بخش، یو۔پی سے بیگم (نواب) اسمٰعیل خاں، آسام سے

مسز عطا الرحمٰن اس کمیٹی کی کچھ عرصے تک رکن رہ چکی تھیں(۲۰)۔

یہ وہ معزز خواتین تھیں جنھیں ہم بجا طور پر برصغیر کی خواتین کی ہائی کمان کہہ سکتے ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ بھی ایسی لاکھوں خواتین تھیں جو جدوجہد آزادی میں سرگرم عمل رہیں۔ یہاں صرف ان چند خواتین کے نام درج کیے گئے ہیں جنھوں نے مسلم لیگ کے کارناموں میں کل ہند سطح پر نمایاں حصہ لیا اور آل انڈیا اجلاس میں شرکت کرتی رہی تھیں۔

خواتین کی ہائی کمان کی رہنمائی میں کارکن خواتین نے ضلعوں، تحصیلوں اور بعض دیہاتوں میں مسلم لیگ کی شاخیں قائم کیں۔ لیگ کی تمام سرگرمیوں کی اشاعت وسیع پیمانے پر کی گئی۔ ہر سطح پر خواتین رہنماؤں نے ہندوستان کے طول و عرض میں دورے کیے اور دور دراز علاقوں میں رہنے والے عوام کو خطاب کیا۔ جہاں لیگ کے کارکن یا مقرر کبھی نہیں گئے تھے وہاں بکثرت جلسے منعقد کیے گئے اور پاکستان کا مقدمہ مؤثر الفاظ میں پیش کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلم طالبات کی نئی تنظیمیں بھی بنائی گئیں۔

قائداعظم کی بہن ہونے کی حیثیت سے محترمہ فاطمہ جناح بہت مقبول تھیں۔ لہٰذا محترمہ نے خواتین و طالبات کی حوصلہ افزائی کے لیے ان کے اجتماعات سے خطاب کیا۔ مسلم ویمن اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی بانی بھی بلاشبہ محترمہ فاطمہ جناح تھیں۔ طالبات دہلی کے مطالبے پر مسلم ویمن اسٹوڈنٹس فیڈریشن کا قیام عمل میں آیا، جو آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کا ایک حصہ تھی۔ طالبات جدوجہد آزادی میں خواتین کے لیے دائیں بازو کا کام کر رہی تھیں۔ جہاں کہیں جلسہ ہوتا یا جلوس نکلتا، طالبات بڑے منظم طریقے سے ہراول دستے کا کام دیتیں۔ محترمہ ان طالبات کی راہنمائی کے لیے ان کے جلسوں میں شرکت بھی کیا کرتی تھیں۔ اپریل ۱۹۴۳ء میں مسلم ویمن اسٹوڈنٹس

فیڈریشن دہلی کے سالانہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے محترمہ فاطمہ جناح نے کہا:

> آپ کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے گذشتہ سال کے دوران میں کافی عمدہ کام کیا ہے اور آپ کی تنظیم اس مدت میں قوی سے قوی تر ہو گئی ہے۔ آپ کا پہلا اور اہم فرض یہ ہے کہ اپنا زیادہ سے زیادہ وقت اپنی تعلیم پر صرف کریں---- آپ خواتین جنہیں خوش قسمتی سے تعلیم حاصل کرنے کے مواقع حاصل ہیں، اپنی کم نصیب غیر تعلیم یافتہ بہنوں کی اصلاح حال کے لیے بہت کچھ کر سکتی ہیں----- اب یہ ہمارا کام ہے کہ ان کی ترقی کا راستہ ہموار کریں۔ تعلیم بالغاں کے مواقع کے پیش نظر آپ اپنی موسمی تعطیلات کے زمانے میں خواتین مسلم لیگ سب کمیٹی کے تعاون سے ایک تعلیمی مہم چلا کر قابل قدر کام انجام دے سکتی ہیں (۲۱)۔

اس طرح محترمہ فاطمہ جناح نے مسلم طالبات کی حوصلہ افزائی اور رہبری کر کے ان میں وہ جذبۂ عمل پیدا کر دیا جس کے بل بوتے پر انھوں نے منظم ہو کر پاکستان کے لیے انتھک اور بے لوث جدوجہد کی۔ مسلم طالبات کی فیڈریشن بڑی فعال تنظیم تھی۔ انھوں نے اپنے بھائیوں کے ہمراہ ملک کے کونے کونے کا دورہ کر کے عوام کو مسلم لیگ اور پاکستان کے حصول سے باخبر کیا۔ ہزاروں طلبہ و طالبات کو فیڈریشن کا ممبر بنایا۔ صوبوں کے مختلف مقامات پر فیڈریشن کی شاخیں قائم کیں۔ طالبات نے نہ صرف تقریروں کے ذریعے خواتین اور لڑکیوں میں بیداری کی لہر پیدا کی بلکہ قلمی جہاد میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ انھوں نے پمفلٹ لکھے اور اخبارات میں ایسے مضامین چھپوائے جو وقت کی اہمیت اور ملّی تقاضوں کے آئینہ دار تھے۔ بہت سی طالبات اخباروں کی مدیر اور پبلشر بھی تھیں۔ "خورشید" کوئٹہ کا اخبار جس کی پرنٹر اور پبلشر دیگر طالبات کے

ساتھ فریدہ تہرانی بھی تھیں، مؤخّرالذکر کے علاوہ اخبار کے ادارۂ تحریر میں رشیدہ افغانی بھی شامل تھیں(۲۲)۔ اس طرح ویمن اسٹوڈنٹس فیڈریشن نے اپنے بھائیوں کے دوش بدوش کام کیا اور خوابیدہ خواتین کو بیدار اور منظّم کیا۔

رہنما مسلم خواتین اور خصوصاً محترمہ فاطمہ جناح کی پرخلوص سرگرمیوں کے نتیجے میں بے شمار خواتین لڑکیاں کام کرنے کی غرض سے نکل کھڑی ہوئیں۔ انہوں نے مسلم لیگ کی اعانت کے مختلف طریقے سوچے۔ ان ہی میں ایک مینا بازار کا منصوبہ تھا۔ مینا بازار منعقد کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ایک تو خواتین میں باہمی رابطے کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم ہو سکیں۔ دوسرے مسلم لیگ کی مالی امداد کی سبیل نکل آئے۔

مینا بازار کے انعقاد کے علاوہ بعض ممتاز خواتین نے چندہ جمع کر کے رقم قائد اعظم کو پیش کی۔ "قائداعظم جب حیدر آباد دکن تشریف لے گئے تو خواتین نے ،مشّجر، کی تھیلی میں پینتالیس ہزار (۴۵ہزار) کی گراں بہا رقم اشرفیوں کی شکل میں ان کی خدمت میں پیش کی۔ یہ رقم صرف چھ دن میں جمع کی گئی تھی۔"(۲۳) خاتونِ سرحد بیگم زری سرفراز نے بےشمار مالی امداد دے کر خواتینِ سرحد مسلم لیگ کو منظم کیا۔

۱۹۴۶ء میں بہار میں ہندوؤں نے مسلمانوں پر بےپناہ مظالم ڈھانے شروع کر دیئے۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کا قتلِ عام شروع کر دیا۔ قائداعظم نے بہار کے بے گھر و بے در مظلوم مسلمانوں، بیواؤں، یتیموں اور زخمیوں کی امداد کے لیے بہار ریلیف فنڈ قائم کیا اور تمام مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ ظلم کا شکار ہونے والے ان مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لیے دل کھول کر چندہ دیں۔ اس اپیل پر پورے ہندوستان میں چندہ اکٹھا کرنے کی مہم شروع ہو گئی۔ خواتین اور طالبات نے گھر گھر پھر کر چندہ اکٹھا کیا۔ متمول خواتین نے دل کھول

کر امداد کی اور قائداعظم بہار ریلیف فنڈ میں جمع کروایا۔

اس اپیل پر بیگم زری سرفراز نے قائداعظم کی خدمت میں بہار کے مسلمانوں کی مدد کے لیے فوری طور پر تین ہزار روپے پیش کیے۔ نقدی کے علاوہ کمبل اور کپڑے بھی بھجوائے اور مردان کی مسلم خواتین کی طرف سے ہرقسم کی قربانی کا یقین دلایا اور قائداعظم کو خط لکھ کر اپنے جذبات کی ترجمانی یوں کی:

سرفراز ہاؤس، مردان
۱۸ دسمبر ۱۹۴۶ء

ہمارے محترم اور عزیز قائداعظم
السلام علیکم!

مردان کی مسلم خواتین آپ کی درازئ عمر کی دعا کرتی ہیں تاکہ آپ کے زیر سایہ ہمیں خودمختار پاکستان دیکھنا نصیب ہو۔ (آمین ثم آمین)

ہمارے کھوئے ہوئے وقار اور پامال شدہ حقوق آپ کی رہنمائی میں ہمیں حاصل ہو سکتے ہیں۔ مردان کی مسلم خواتین آپ کے ہر حکم پر دل وجان سے عمل کرنے پر تیار ہیں اور دلی تمنا رکھتی ہیں کہ ہمارے صوبے پر پاکستان کا سبز ہلالی پرچم لہرائے۔ چاہے اس منظر کو دیکھنے کے لیے ہمیں کتنی بڑی قربانی کیوں نہ کرنی پڑے۔ اگر ہم پاکستان کے لیے قربان ہو جائیں تو ہماری روحیں اور بہتا ہوا خون سبز ہلالی پرچم کو دیکھ کر بےاختیار پکار اٹھے گا "پاکستان زندہ باد"، "قائد اعظم زندہ باد" (۲۴)۔

آپ کی دعا گو
زرنگار بنت سرفراز

بیگم زری سرفراز کا یہ خط اس وقت کی تمام مسلمان خواتین کی خواہشات اور جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ ہر مسلم خاتون آزادی کے لیے جان و مال سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار تھی۔

قائداعظم نے بیگم زری سرفراز کی اس قومی ہمدردی سے متاثر ہو کر انہیں ذاتی خط لکھا،

۱۰۔اورنگزیب روڈ، نئی دہلی
اولڈ گورنمنٹ ہاؤس، کراچی
۲۰ دسمبر ۱۹۴۶ء

ڈیئر مادام

مجھے آپ کا ۱۸ دسمبر کا لکھا ہوا خط ملا۔ یہ حقیقت ہے کہ آپ کا خط پا کر مجھے بہت زیادہ حیرت ہوئی۔ میں مردان کی مسلم خواتین کا بے حد ممنون ہوں کہ وہ حصولِ پاکستان کی تگ و دو اور جدوجہد میں ہمارے ساتھ تعاون کر رہی ہیں۔ بہار ریلیف فنڈ میں حبیب بنک کے ذریعے جو ۲۷۴۲/۵/۹ روپے آپ نے بھیجے ہیں۔ اس کے لیے میں آپ کا اور مردان کی مسلم خواتین کا بہت ہی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہمیں صرف قومی اتحاد اور قومی نظم و ضبط کی ضرورت ہے اور مجھے پورا بھروسہ اور یقین ہے کہ پاکستان کی منزل بہت ہی قریب ہے۔

آپ کا مخلص
ایم۔ اے۔ جناح(۲۵)۔

مسلم خواتین نے اس جذبۂ حریت کو فزوں کرنے کے لیے تحریک پاکستان کے دوران جلسے اور جلوسوں میں تقاریر کے علاوہ نظمیں اور ترانے بھی پڑھے، مشاعرے کروائے۔ ان مشاعروں اور جلوسوں میں خواتین نے حصولِ پاکستان پر لہو گرمانے والی نظمیں لکھیں اور پڑھیں۔ یہ نظمیں زیادہ تر تو مختلف سالانہ جلسوں میں پڑھی گئیں۔ ان تمام نظموں میں حصولِ پاکستان کا جذبہ، پاکستان کا مقصد، قائداعظم سے عقیدت اور نسوانی برادری کو سرگرم عمل رہنے، مسلم خواتین کی بیداری اور حصول پاکستان کے لیے پیغام اور عزائم مشترک خصوصیات ہیں۔ یہ اشعار ہماری جدوجہد کا ایک حصہ ہیں۔ جتنی نظمیں دستیاب ہو سکیں، ان کے مختصر نمونے درج ذیل ہیں۔(۲۶)

دعاء حصول پاکستان

(یہ دعاء غالباً ۱۹۴۶ء کے انتخابات کے بعد لکھی اور پڑھی گئی)

کر مسلمہ تو یہ ورد زباں
ہم لے کے رہیں گے پاکستان
ہم لے کے رہیں گے پاکستان
ہم لے کے رہیں گے پاکستان
اے پیاری بہن اب بہرِ خدا
بیدار ہو غفلت کر نہ ذرا
ہے قوم پہ تیری وقت کڑا
ہر سمت بپا ہے اک طوفان
ہرسمت بپا ہے اک طوفان
ہم لے کے رہیں گے پاکستان

مستقبل درخشاں ہے

(بیگم (نواب) محمد اسماعیل خاں رسا تخلص رکھتی تھیں- انہوں نے یہ نظم لاہور کے اجلاس میں پڑھی)-

جو مستورات کی خدمت پہ ہے یوں معترض شاید
نہیں اسلام کی تاریخ سے واقف وہ ناداں ہے

یہ مستورات کی شرکت کا ہے سب فیض اے واعظ
جو مسلم لیگ کا اجلاس اک رشکِ گلستاں ہے

ہمارا دین خطرے میں ہو اور ہم محوِ رعنائی
ہمارے واسطے زیور نہیں ، زنجیرِ زنداں ہے

رسا اک آگ لگ جائے نہ کیوں سارے زمانے کو
کہ ہر مسلم خدا کے فضل سے شعلہ بداماں ہے
(۲۷)

شکیلہ خاتون نصرت کی نظم کے اشعار ہیں:

روز و شب پھر کیوں نہ ہو اس کو عروج
پالیسی گہری ہے پاکستان کی

جگمگایا گوشہ گوشہ ہند کا
روشنی پھیلی ہے پاکستان کی

یہ دعا ہے ہند میں نصرت مری
ہو حکومت جلد پاکستان کی
(۲۸)

سعیدہ سلیم شاد کا شعر ہے:

یا تو پاکستان حاصل کر کے دکھلا دو ہمیں
یا کٹا دو گردنیں اسلام و ملت کے لیے(۲۹)

غرض خواتین نے اپنے سرفروشانہ جذبات کا اظہار ہر ممکن طریقے سے کیا جو جدوجہدِ آزادی کی راہیں متعین کرنے میں مدد گار ہو سکتا تھا۔

اگست ۱۹۴۵ء میں دوسری جنگ عظیم کے سلسلے میں جاپان نے غیرمشروط ہتھیار ڈال دیے۔ اس طرح برصغیر پر ایک نئے دشمن کے

حملے کا خطرہ ٹل گیا۔ جون ۱۹۴۵ء میں ہندوستان کے وائسرائے لارڈ ویول نے ہندو مسلم رہنماؤں کو شملہ میں جمع ہونے کی دعوت دی تاکہ ان کے مشورے سے مرکز میں نئی کابینہ کی تشکیل عمل میں لائی جائے۔ اس موقع پر کانگریس کے غلط مطالبے کی وجہ سے شملہ کانفرنس ناکام ہو گئی۔ چنانچہ ۱۴ اگست کو انتخابات کا اعلان کر دیا گیا۔

ان انتخابات میں کانگریس نے ہر قسم کی ترغیب و تحریص سے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے اور مسلم لیگ کو ناکام بنانے کی کوشش کی مگر مسلمان بیدار ہو چکے تھے۔ اس لیے کانگریس کی تمام کوششیں ناکام ثابت ہوئیں۔ مرکز میں مسلم لیگ سو فیصدی نشستیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ ۴۶-۱۹۴۵ء کے ان انتخابات میں خواتین نشستوں کے نتائج درج ذیل ہیں۔

۱۔ مرکزی اسمبلی؛

خواتین کی کوئی نشست نہیں تھی۔ مسلم نشستوں کی کل تعداد ۳۰ تھی۔ مسلم لیگ نے تمام نشستیں حاصل کر لیں۔

۲۔ یوپی اسمبلی؛

کل مسلم نشستیں ٦٦ تھیں

خواتین کی شہری نشست۔ ایک

خواتین کی دیہی نشست۔ ایک

مسلم لیگ کے ۵۴ امید وار کامیاب ہوئے۔

حلقہ خواتین کی شہری نشست؛

لکھنؤ شہر سے بیگم مولانا محمد علی (مسلم لیگ) بلا مقابلہ کامیاب ہوئیں۔

حلقہ مرادآباد ڈسٹرکٹ خواتین کی دیہی نشست:

اس دیہی نشست سے تین خواتین نے مقابلہ کیا، مسلم لیگی امیدوار ہار گئیں۔ نتائج درج ذیل ہیں۔

۱۔ بیگم عبدالواحد (قوم پرست)۔ ۴۳۲۱ ووٹ لے کر کامیاب ہوئیں۔

۲۔ بیگم شاہد حسین (آزاد)۔ ۲۰۲۳ ووٹ حاصل کیے۔

۳۔ بیگم مشکور احمد (مسلم لیگ)۔ ۱۹۰۰ ووٹ حاصل کیے۔

۳۔ اڑیسہ اسمبلی:

مسلم نشستوں کی کل تعداد ۴ تھی۔ مسلم لیگ نے چاروں نشستیں حاصل کر لیں جبکہ خواتین کی کوئی نشست نہیں تھی۔

۴۔ بمبئی اسمبلی:

مسلم نشستوں کی کل تعداد ۳۰ تھی۔

مردوں کی نشستیں ۲۹ تھیں اور مسلم خواتین کی شہری نشست ایک تھی۔ مسلم لیگ نے تمام نشستیں حاصل کر لیں۔

حلقہ انتخاب مسلم خواتین بمبئی شہر سے بیگم خدیجہ شفیع طیب جی (مسلم لیگ) بلا مقابلہ کامیاب ہوئیں۔

۵۔ مدراس اسمبلی:

مسلم نشستوں کی کل تعداد ۲۹ تھی۔ مسلم خواتین کی۔۔۔۔۔ایک نشست تھی۔ مسلم لیگ نے تمام نشستیں جیت لیں۔

مدراس سے مسلم خواتین کے حلقۂ انتخاب سے بیگم صاحبہ سلطان میر منیرالدین (مسلم لیگ) بلا مقابلہ کامیاب ہوئیں۔

٦۔ بہار اسمبلی:

مسلم نشستوں کی کل تعداد ۴۰ تھی۔ مسلم خواتین کی شہری نشست ایک تھی۔ مسلم لیگ نے کل ۳۴ نشستیں حاصل کیں۔

مسلم نشستوں کے حلقہ انتخاب پٹنہ شہر سے "بیگم زہرہ (مسلم لیگ) بلا مقابلہ کامیاب ہوئیں۔

۷۔ سی-پی اسمبلی:

مسلم نشستوں کی کل تعداد ۱۴ تھی۔ مسلم لیگ نے کل ۱۳نشستوں پر کامیابی حاصل کی۔ خواتین کی کوئی نشست نہیں تھی۔

۸۔ پنجاب اسمبلی:

مسلم نشستوں کی کل تعداد ۸۶ تھی۔ ان میں مسلم خواتین کی نشستیں ۲ تھیں۔ مسلم لیگ نے کل ۷۳ نشستیں حاصل کیں۔

لاہور بیرونی، مسلم خواتین کا حلقۂ انتخاب:

۱۔ بیگم شاہنواز (مسلم لیگ) ۲۲۸۲ ووٹ لے کر کامیاب رہیں۔

۲۔ خورشید بیگم (احرار) ۷۲ ووٹ حاصل کیے۔

۳۔ زینب بی بی (آزاد) ایک ووٹ حاصل کیا۔

(آخری دونوں امیدواروں کی ضمانت ضبط ہو گئی)۔

لاہور اندرونی ، مسلم خواتین کا حلقۂ انتخاب:

۱۔ بیگم سلمیٰ تصدق حسین(مسلم لیگ) ۲۰۷۳ ووٹ لے کر کامیاب ہوئیں۔

۲۔ باجی رشیدہ لطیف (آزاد) ۵۳۶ ووٹ حاصل کیے۔

۹۔آسام اسمبلی:

مسلم نشستوں کی کل تعداد ۳۴ تھی۔ خواتین کی کوئی نشست نہیں تھی۔ مسلم لیگ نے کل ۳۱نشستیں حاصل کیں۔

۱۰۔ سندھ اسمبلی:

مسلم نشستوں کی کل تعداد ۳۴ تھی۔ جن میں خواتین کی شہری نشست ایک تھی۔ مسلم لیگ نےکل ۲۶ نشستیں حاصل کیں۔

مسلم خواتین کے حلقہ انتخاب کراچی شہر:

۱۔ بیگم جینوبائی غلام علی الانا (مسلم لیگ) ۱۷۶۸ ووٹ لے کر کامیاب رہیں۔

۲۔ مسز خدیجہ محمد عمر(آزاد) ۵۲۵ ووٹ حاصل کیے۔

۱۱۔ سرحد اسمبلی:

مسلم نشستوں کی کل تعداد ۳۸ تھی۔ خواتین کی کوئی نشست نہیں تھی۔ مسلم لیگ کے ۱۷ امیدوار کامیاب ہوئے۔

۱۲۔ بنگال اسمبلی:

مسلم نشستوں کی کل تعداد ۱۱۹ تھی۔ جن میں خواتین کی دو نشستیں تھیں۔ مسلم لیگ نے کل ۱۱۲ نشستیں حاصل کیں۔

مسلم خواتین کی شہری نشست حلقۂ کلکتہ شہر

اس نشست پر حسن آرا بیگم (مسلم لیگ) بلا مقابلہ کامیاب رہیں۔

مسلم خواتین حلقۂ انتخاب ڈھاکہ شہر

اس نشست پر بیگم انوار خاتون (مسلم لیگ) بلامقابلہ کامیاب رہیں۔(۳۰)

ان انتخابات نے دنیا پر روشن کر دیا کہ ہندوستان کا مسلم طبقہ ایک منّظم قوم کی حیثیت سے ایک واضح نصب العین تک پہنچنے کے لیے پورے عزم و استقلال کے ساتھ آمادہ ہو چکا تھا اور پاکستان تمام مسلمانان ہند کا متفقہ مطالبہ تھا۔ چنانچہ مرکزی و صوبائی ہر دو انتخابات میں مسلمان مرد اور خواتین نے پورے استقلال کے ساتھ مخالفوں کا مقابلہ کیا اور کامیابی نے ان کے قدم چومے۔

۱۹۴۶ء میں قائداعظم نے تمام مسلم لیگی اراکین کا ایک کنونشن منعقد کرانے کا فیصلہ کیا۔ انتخابات کے تمام نتائج سامنے آ چکے تھے اور مسلم لیگ کو زبردست کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ اس کنونشن کے انعقاد کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانان ہند کے وہ تمام نمائندے مسلمانوں

کے سیاسی جذبات اور عزائم کی صحیح و مستند ترجمانی کرکے دنیا پر روشن کردیں کہ مسلمان کیا سوچتا ہے اور کیا چاہتا ہے۔

یہ کنونشن ۷ ، ۸ اپریل ۱۹۴۶ء کو اینگلو عریبک کالج دہلی کی تاریخی عمارت میں انعقاد پذیر ہوا۔ کنونشن کے پہلے اجلاس کی صدارت کے لیے قائداعظم تشریف لائے۔ محترمہ فاطمہ جناح ان کے ہمراہ تھیں۔ جونہی قائد اعظم تشریف لائے پنڈال فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا۔ خواتین کی گیلری بھی نعرہ ہائے تکبیر، قائداعظم زندہ باد، مسلم لیگ زندہ باد، اورہ لے کے رہیں گے پاکستان، کے عزم و ارادے سے بھرپور اور پرجوش نعروں سے گونج اٹھی۔ شرکائے اجلاس میں ممتاز مسلم لیگی رہنماؤں اور دیگر زعماء کے علاوہ خواتین میں بیگم محمد علی، بیگم شاہنواز اور بیگم اعزاز رسول وغیرہ موجود تھیں۔ نواب زادہ لیاقت علی خان اسٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ ۸ اپریل کو مجلس مضامین کی پہلی نشست میں اسمبلی کے دیگر اراکین کے علاوہ خواتین میں، پنجاب سے محترمہ بیگم شاہنواز اور یوپی سے بیگم اعزاز رسول شامل تھیں۔ مجلس مضامین کے دوسرے اجلاس میں دو تجاویز پیش کی گئیں۔ ایک قرارداد جناب ملک برکت علی مرحوم کے سانحۂ ارتحال پر اظہار تعزیت کی تھی اور دوسری ہندوستان کے مستقبل کے دستور کے متعلق تھی جو پانچ گھنٹے کی بحث کے بعد متفقہ طور پر منظور کر لی گئی۔ اس تجویز پر تائید کے لیے ہر صوبے سے ایک ایک مقرر کو بلایا گیا۔ یہ دونوں تجاویز کنونشن کے دوسرے اجلاس منعقدہ ۹ اپریل میں پیش کی گئیں۔ قائداعظم نے صدارت فرمائی۔ جناب حسین شہید سہروردی نے قرارداد کی تحریک پیش کی۔ جناب چوہدری خلیق الزمان نے قرارداد کی تائید کی اور اپنے خیالات اور مسلمانان ہند کے جذبات کا اظہار کیا۔ تمام صوبوں سے زعماء مسلم لیگ نے خطاب کیا۔ اس سلسلے میں یو-پی سے مسلم لیگ پارٹی کی ڈپٹی لیڈر محترمہ بیگم اعزاز رسول نے اور پنجاب

سے محترمہ بیگم شاہنواز نے بھی تقاریر کیں۔ بیگم اعزاز رسول کی انگریزی تقریر کے بعض اقتباسات کا ترجمہ جس میں انہوں نے مسلم خواتین کی جدوجہد اور حصول پاکستان کے لیے ان کے عزم صمیم پر روشنی ڈالی، درج ذیل ہے۔

"قائداعظم اور اراکین کنونشن

میں اپنے لیے اس بات کو انتہائی باعث سعادت و عزت سمجھتی ہوں کہ مجھ کو اس تاریخی موقع پر اس امر کی اجازت مرحمت کی گئی ہے کہ میں آپ کے رو برو تقریر کروں اور اس معرکۃ الآرا قرار داد کی تائید کروں جو اس وقت آپ کے سامنے پیش ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ کنونشن اسلام اور ہندوستان کی آئین ساز مجلس کی تاریخ میں ایک عدیم النظیز واقعہ ہے۔ میں اس موقع پر آپ حضرات کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ مسلم خواتین نے ان انتخابات میں کتنا نمایاں اور اہم حصہ لیا۔ مجھ کو انتخابی جدوجہد کے زمانے میں جو ذاتی تجربہ ہوا اور متعدد صوبوں سے جو اطلاعات مجھ کو موصول ہوئیں ان کی بنیاد پر میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ مسلم خواتین جن کو اب تک بےحس اور پسماندہ سمجھا جاتا تھا وہ اب مکمل طور پر بیدار ہو گئی ہیں۔ ان کو اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کا پورا پورا احساس ہے--- مسلم لیگ نے مرکزی اور صوبہ جاتی اسمبلیوں کے حالیہ انتخابات میں جو کامیابیاں حاصل کی ہیں اس میں مسلم خواتین کا بہت بڑا حصہ ہے (بے شک، بے شک، تائید کی آوازیں)۔

خواتین اور لڑکیوں کا موجودہ ملّی جوش اور قومی ولولہ ناقابل بیان ہے۔ ہماری نسوانی دنیا کی یہ بیداری بہت کچھ قائداعظم کی مساعی کی مرہون منت ہے۔ مسلم خواتین کی یہ بیداری ایک خوشگوار اور درخشاں مستقبل کی دلیل ہے۔ کیونکہ کسی قوم کے معیار کا اندازہ ان کی خواتین کی ترقی سے کیا جا سکتا ہے۔

قائداعظم اور اراکین کنونشن !

میں اپنی مسلمان بہنوں کی جانب سے آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ ہم کو حصول پاکستان کے لیے جس قربانی کا حکم دیا جائے گا، ہم اسے پیش کرنے کے لیے تیار ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ مسلم خواتین اب خوابِ غفلت میں مبتلا نہیں ہیں اور وہ پاکستان کی جدوجہد میں شریک ہونے کے لیے اسی قدر بےتاب ہیں جتنے مرد۔ میں نے تو سراسٹیفورڈ کرپس سے بھی یہی کہا تھا کہ وہ زمانہ گزر گیا کہ جب مسلم خواتین پسماندہ اور حالاتِ زمانہ سے بےخبر تھیں، اب وہ بیدار ہو چکی ہیں۔ اب وہ ملّت کی سربلندی اور نصب العین پاکستان کے حصول کے لیے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ان چند الفاظ کے ساتھ میں اس تاریخی قرارداد کی تائید کرتی ہوں"(۳۱)۔

محترمہ بیگم شاہنواز نے بھی اپنی تقریر میں مسلم خواتین کے عزم کو ظاہر کیا، انہوں نے کہا:

"محترم قائداعظم !

میں اس پلیٹ فارم پر اس غرض سے آئی ہوں کہ آپ کو اپنی تمام مسلمان بہنوں کی طرف سے یقین دلاؤں کہ ہم سب آزادی کی اس جنگ میں پیش پیش ہیں۔ اپنی واحد نمائندہ سیاسی جماعت آل انڈیا مسلم لیگ کی خدمت کے لیے ہر دم تیار ہیں۔ مسلم خواتین اپنے نصب العین پاکستان کے حصول کے لیے بہ دل و جان ہر ممکن قربانی کے لیے تیار ہیں اور وہ اس کو اپنا فرض سمجھتی ہیں۔ ہماری تائید اور قربانی کی یہ پیش کش صرف الفاظ تک ہی محدود نہیں بلکہ الیکشن میں مسلمان خواتین نے ثابت بھی کر دیا ہے---

محبوب قائداعظم !

ہم عورتیں ہی ہیں جنھوں نے اپنے بیٹوں، بھائیوں اور شوہروں کو برطانیہ کے لیے میدان جنگ میں جانے کی ترغیب دی تھی اور ان شاء اللہ ہم اپنے مردوں کو خواہ بحری، برّی یا ہوائی فوج میں ہوں، مجبور

کریں گی کہ وہ ہتھیار سنبھال لیں اور حصول پاکستان کے لیے ہر ممکن قربانی کے لیے تیار ہو جائیں۔ پاکستان کے لیے ہماری جانیں حاضر ہیں--- ایسے نصب العین اور آزادی کے لیے جان پیش کرنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ قائداعظم! آپ نے ہمیں ایک ایسا صحیح نصب العین دیا ہے کہ جس سے ہماری روح آزاد ہو گئی ہے۔ اس کے لیے ہم آپ کا جتنا شکریہ ادا کریں کم ہے"(۳۲)۔

کنونشن کی کارروائی کے اختتام پر قائداعظم نے تقریر فرمائی۔ جس کے اختتام پر انھوں نے خواتین کی جد و جہد کو خراج تحسین پیش کیا۔ قائداعظم نے کہا:

" قومی کردار کی موجودہ کمزوری کے باوجود ہم نے حیرت ناک ترقی کی ہے۔ ہم نے اپنی نشاۃ ثانیہ کے اس پنج سالہ دور میں معجزانہ انداز میں کامیابیاں حاصل کی ہیں--- مسرت کی بات یہ ہے کہ مسلمان عورتوں میں بھی تبدیلی آ رہی ہے۔ یہ تبدیلی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ دنیا میں کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک اس قوم کے مردوں کے ساتھ عورتیں دوش بدوش آگے نہ بڑھیں"۔(۳۳)

اس کنونشن میں لیڈر خواتین نے تمام مسلم خواتین کے جذبات کی ترجمانی کی کہ وہ قائداعظم کی قیادت پر اعتماد کر کے حصول پاکستان کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔

سرحد کی خواتین نے بیگم زری سرفراز کی قیادت میں قائداعظم سے ملاقات کرکے انہیں یقین دلایا تھا کہ سرحد کی خواتین بھی مسلم لیگ کے پرچم تلے متحد ہو چکی ہیں اور قائد کے اشارے پر حصول پاکستان کے لیے ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔

اگرچہ صوبائی انتخابات میں مسلم لیگ ہر جگہ کامیاب رہی تھی لیکن پنجاب میں کانگریس اور برطانیہ کی ملی جلی سازش سے مسلمان اکثریت کے باوجود مسلم لیگ کی حکومت قائم نہ ہو سکی

تھی۔ یونینسٹ حکومت نے مسلمانوں کو حد سے زیادہ تنگ کیا۔ جنوری ۱۹۴۷ء میں پنجاب مسلم لیگ نے سول نافرمانی شروع کی۔ خضر حیات حکومت نے پبلک سیفٹی آرڈیننس کا سہارا لے کر مسلم لیگ نیشنل گارڈز کو خلاف قانون قرار دیا۔ اس حکم نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ خضر حکومت کے خلاف پورے صوبے میں جلوس نکلنے شروع ہو گئے۔ خضر حکومت نے مسلم لیگ کے سربرآوردہ لیڈروں اور ارکان اسمبلی کو گرفتار کر لیا۔ مسلم خواتین قوم ، وطن اور ناموسِ دین کی حفاظت کے لیے مردوں کے دوش بدوش کام کرنے لگیں اور میدان میں اتر آئیں۔ لاہور میں بیسیوں جلوس نکالے گئے۔ شہر کے علاوہ گردو نواح کے علاقوں کی خواتین ہزاروں کی تعداد میں ان جلوسوں میں شریک ہوتی تھیں۔ پولیس لاٹھی چارج کرتی، اشک آور گیس پھینکتی اور لاریوں میں بھر بھر کے پندرہ پندرہ بیس بیس میل دور چھوڑ آتی۔ مگر خواتین کے جلوس کہیں کسی طرح منتشر نہ ہوتے۔ آخر خواتین کو گرفتار کرنا شروع کر دیا گیا۔ جیسے ہی یہ خبر مشہور ہوئی، دیگر صوبوں کی لیڈر خواتین نے لاہور آ کر جلوسوں کی قیادت کی اور خود کو گرفتاری کے لیے پیش کر دیا۔ ان جلوسوں میں خواتین کے ساتھ ساتھ طالبات بھی تھیں۔ جو منظم ٹولیوں کی شکل میں خواتین کے جلوس کے ہمراہ ہوتیں۔ ایسے ہی ایک موقع پر چند طالبات بیگم ہدایت اللہ(۳۴) کی قیادت میں آگے بڑھیں اور انتہائی دلیری سے سیکریٹریٹ کے آہنی پھاٹک پر چڑھ گئیں۔ پولیس کی قدم قدم پر رکاوٹ کے باوجود انہوں نے اوپر جا کر یونین جیک پھاڑ ڈالا اور مسلم لیگ کا سبز ہلالی پرچم لہرایا۔ مسلم لیگ کی اس کامیاب تحریک کا نتیجہ یہ ہوا کہ خضر حیات نے وزارت سے استعفیٰ دے دیا۔

اسی طرح صوبہ سرحد میں ڈاکٹر خان صاحب کی قیادت میں جو کانگریس وزارت برسراقتدار تھی، وہ قائداعظم اور مسلم لیگ کی سرتوڑ مخالفت کر رہی تھی۔ صوبہ سرحد کے عوام نے خان صاحب

وزارت کے خلاف ۱۸ فروری ۱۹۴۷ء کو سول نافرمانی کی تحریک کا آغاز کیا۔ حکومت نے دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا جس کی خلاف ورزی کے لیے تمام صوبے میں جلوس نکالے گئے۔ سرحد کی خواتین نے بھی ۱۳ مارچ کو بیگم کمال الدین کے مشورے سے سول نافرمانی میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا۔ اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لیے بیگم آغا سردار علی خان کے مکان پر ایک شاندار جلسہ منعقد کیا گیا۔ صدارت کے فرائض بیگم کمال الدین نے انجام دیے اور تقریر کرتے ہوئے کہا؛ "اس وقت آپ لوگوں کی قوم کو از حد ضرورت ہے۔ یہ وقت جہاد کا وقت ہے۔ بالکل نڈر ہو کر اور نہایت باعزت طریقے سے گھروں سے باہر نکل آئیے اور آزادی کی جدوجہد میں برابر کی حصہ دار بنئیے۔ اس وقت آپ کے سامنے سخت منظم جماعت ہے مگر آپ لوگوں کو ان سے ڈرنا اور گھبرانا نہیں چاہیئے۔ اگر اس وقت آپ لوگ ذرا بھی ڈرے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں گے"(۳۵)۔

اس کے بعد تقریباً پانچ سو خواتین نے ایک جلوس نکالا۔ صوبہ سرحد کے مخصوص حالات کے تحت خواتین کا عملی سیاست میں حصہ لے کر میدان عمل میں آنا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ مگر قائداعظم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے سرحد کے غیور اور بہادر پٹھانوں نے اپنے علاقائی رسم و رواج کو بالائے طاق رکھ کر اپنی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو اجازت دی کہ وہ مردوں کے دوش بدوش اس جہاد میں حصہ لیں۔

سرحد کی خواتین اپنے ملک کی آزادی کے لیے اپنے گھروں سے نکل آئیں اور انہوں نے پرجوش جلسوں اور منظم جلوسوں کے ذریعے ان تمام حربوں کو ناکام بنایا جو سرحد کی کانگریس وزارت سرحد میں تحریک پاکستان کو کچلنے کے لیے عمل میں لا رہی تھی۔ بے رحم کانگریس وزارت نے ان بہادر خواتین کے جلسوں اور جلوسوں کو درہم برہم کرنے کے لیے آنسو گیس پھینکی، ڈنڈے برسائے، اور

جلوسوں کو منتشر کرنے کے لیے پولیس اور فوج کی طاقت استعمال کی۔ سب سے زیادہ دل دوز واقعہ یہ ہے کہ کننگھم پارک پشاور کے نزدیک ریلوے لائن پر جب خواتین جلوس نکال کر مظاہرہ کرتے ہوئےریل کے ذریعے بمبئی اور ہندوستان کے دوسرے شہروں کو جانے والے مسافروں کو یہ تاثر دے رہی تھیں کہ "بن کے رہے گا پاکستان" تو اس وقت ریل کے انجن کے ذریعے خواتین کو کچلا گیا۔ اس بھاگ دوڑ میں تقریباً ۴۵ خواتین بری طرح زخمی ہوئیں(۳٦)۔

ان مجاہد خواتین میں سے نوجوان نذیر نیاز (نذیر طلا محمد) اور حسن آرا نے سرحد کے سول سیکریٹریٹ پر برطانوی پرچم اتار کر مسلم لیگ کا جھنڈا لہرا دیا۔ اس طرح پشاور کی عدالتوں پر بھی مسلم لیگ کے جھنڈے لہرائے گئے۔

جلسے اور جلوسوں میں جوش پیدا کرنے اور کامیاب بنانے کے لیے ان خواتین نے خود بھی بھاری بھاری رقوم چندے میں دیں اور گھر گھر پھر کر رقم اکٹھی کی۔ اگر یہ خواتین میدانِ عمل میں نہ آتیں تو سرحد میں کبھی بھی مسلم لیگ کی تحریک سول نافرمانی کامیاب نہ ہوتی اور نہ ہی ریفرنڈم میں مسلم لیگ کو کامیابی ہوتی۔ اس لحاظ سے یہ تاریخی واقعہ ہے کہ سرحد کو پاکستان میں شامل کرنے کا سہرا صرف سرحد کی ان مجاہد خواتین کے سر ہے، جس کا اعتراف کرتے ہوئے خود قائداعظم نے فرمایا تھا؛ "حصول پاکستان کی جدوجہد میں سرحد کی خواتین کا کردار بے مثال ہے"(۳۷)۔

غرض ہندوستان کے طول و عرض میں مسلم خواتین میں ایک عجیب قسم کی سرشاری، سرفروشی اور بیداری کا جذبہ پیدا ہو گیا تھا۔ فورٹ سنڈیمن (بلوچستان) میں ویمن اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے سالانہ جلسے میں الماس بیگم نے اپنی تقریر میں بلوچستان کی خواتین کے جذبات کی اس طرح ترجمانی کی کہ؛

"مسلمان عورت یا لڑکی نہ تو تماشائی ہے اور نہ ہی تماشہ۔ بلکہ

اس کا فرض ہے کہ جب ضرورت تقاضا کرے تو خود میدانِ عمل میں نکل آئے اور تکمیل مقاصد میں پوری ذمہ داری سے حصہ لے۔ چنانچہ ہمارا بھی فرض ہے کہ یہاں کی خواتین اور لڑکیوں کو منظم کر کے دنیا کو دکھا دیں کہ اگر پنجاب اور سرحد کی خواتین خضر اور خان وزارتوں کو توڑ سکتی ہیں تو بلوچستان کی عورتیں بھی جذبۂ ایمانی کے ساتھ باطل کی ہر قوت سے ٹکرا سکتی ہیں"(۳۸)۔

حصولِ پاکستان کی تحریک نے جنوری ۱۹۴۷ء میں جو غیر معمولی زور پکڑا اور جس میں مردوں کے شانہ بشانہ خواتین نے بھی حصہ لیا، برطانوی حکومت کو متاثر کیے بغیر نہ رہ سکی۔ اسے معلوم ہو گیا کہ اب مسلمانان ہند کے مطالبہ پاکستان کو زیادہ عرصے تک ٹالا نہیں جا سکتا۔ کیبنٹ مشن کے ارکان ہندوستان آئے، مذاکرات ہوتے رہے۔ ہماری بہت سی مسلم خواتین جو اعلیٰ تعلیم یافتہ اور تجربہ کار مسلم لیگی تھیں، برطانوی وفد کے ساتھ آئی ہوئی خواتین کو سمجھاتیں کہ مطالبۂ پاکستان کہاں تک ضروری ہے اور اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟

۱۹۴۷ء میں کرپس مشن ہندوستان آیا۔ دہلی میں لیڈی کرپس کی جانب سے یہ تجویز پیش ہوئی کہ چھ مسلم لیگی اور چھ کانگریسی خواتین لیڈی کرپس سے مل کر اپنے اپنے سیاسی نظریات کی وضاحت کریں۔ چنانچہ یہ ملاقات لیڈی کرپس کی رہائش گاہ پر ہوئی۔ مسلم لیگ کی جانب سے بیگم شائستہ اکرام اللہ، بیگم اقبال حسین، بیگم احمد شاہ بخاری، انجمن آرا، نورالصباح بیگم، اور حمیدہ عارف اور کانگریس کی طرف سے مسز سروجنی نائڈو اور وجے لکشمی پنڈت وغیرہ تھیں۔ مگر مسلم لیگی خواتین نے ان تعلیم یافتہ اور قابل کانگریسی خواتین کی موجودگی میں ایسے مدلّل طریقے سے نظریہ پاکستان کی وضاحت کی کہ انہیں قائل ہونا پڑا۔

اس کے بعد لیڈی ماؤنٹ بیٹن نے بیگم لیاقت علی خان سے کہا کہ

وہ مسلم لیگی خواتین سے تبادلۂ خیال کے لیے ان کی کوٹھی پر آنا چاہتی ہیں۔ ساٹھ ستر مسلم لیگی خواتین نے اس ملاقات میں حصہ لیا۔ تین گھنٹے یہ ملاقات جاری رہی اور مسلم لیگی خواتین نے لیڈی ماؤنٹ بیٹن کو دو قومی نظریے کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان مذہبی اعتبار ہی سے نہیں بلکہ تہذیب و تمدن، رسم و رواج، رہن سہن اور طرز گفتگو حتیٰ کہ کھانوں کے معاملے میں بھی ہندو قوم سے مختلف ہیں اور مسلمان کسی طرح ہندوستان کی اقلیت نہیں بلکہ ایک علیحدہ قوم ہیں۔ بالآخر لیڈی ماؤنٹ بیٹن کو لاجواب ہو کر کہنا پڑا کہ حصولِ پاکستان کا جو جذبہ مسلم لیگی خواتین میں پیدا ہو چکا ہے وہ اب دبانا مشکل ہے۔(۳۹) بلاشبہ قیام پاکستان کی جدوجہد کو یقینی بنانے میں خواتین نے دیوانہ وار کام کیا۔

آخر کار انگریزوں کی دوصد سالہ غلامی سے نجات حاصل کرنے کا وقت آ گیا۔ برطانیہ نے ۳ جون ۱۹۴۷ء کو تقسیمِ ہند یعنی پاکستان اور بھارت کی آزادی کے متعلق اپنا نیا منصوبہ شائع کر دیا۔ ۱۸ جولائی ۱۹۴۷ء کو برطانوی پارلیمنٹ نے ہندوستان کی آزادی کا بل منظور کیا اور ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء اس کے لیے تاریخِ نفاذ طے پائی۔ جس کے تحت دو آزاد خودمختار مملکتیں پاکستان اور بھارت قائم ہوئیں۔ اسی اثناء میں سارے ملک میں فساد کے شعلے بھڑک اٹھے۔ پرامن شہریوں کا خون مذہب کے نام پر بہایا گیا۔ حصولِ آزادی اور قیامِ پاکستان کی اس جدوجہد میں خواتین نے نہ صرف مردوں کے دوش بدوش کام کیا بلکہ ان سے زیادہ قربانیاں دیں اور زیادہ نقصان بھی خواتین نے اٹھایا۔ ان قیامت خیز حالات میں خواتین اور بچے اس مصیبت کا شکار ہوئے۔

پندرہ اگست ۱۹۴۷ء سے بہت پہلے سکھوں نے ہندوؤں کی انگیخت پر مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کے قتل عام کا منصوبہ بنایا تھا۔ جوں جوں آزادی کی تاریخ نزدیک آتی گئی، سکھ جتھوں کے حملوں میں اضافہ ہوتا گیا۔

پندرہ اگست کے بعد سکھوں اور ہندوؤں نے مشرقی پنجاب اور دہلی میں مسلمانوں پر جو مظالم کیے، ان کی مثال کسی قوم اور کسی ملک کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ان مظالم کی ہلکی سی جھلک ایچ وی ہوڈسن کی "گریٹ ڈیوائڈ" کے ہاں دکھائی دیتی ہے۔ وہ لکھتا ہے :

" جب ہندوستان اور پاکستان کے بیشتر حصوں میں لوگ یومِ آزادی کی خوشیاں منا رہے تھے، پنجاب میں یہ دن تشدد اور دہشت کا تھا۔ اطلاعات کے مطابق اس سہ پہر کو مشرقی پنجاب کے ایک ایک قصبے میں سکھوں نے مسلمان عورتوں کو پکڑا، انہیں عریاں کیا، ان کی بےحرمتی کی، گلیوں میں عریاں حالت میں پھرایا اور پھر ان میں کچھ کو ذبح کر کے جلا ڈالا"(۳۰)۔

تحریکِ آزادی میں مسلمان خواتین نے جس دلیری،جانبازی اور بہادری کا ثبوت دیا، وہ نہ صرف سزاوار صد آفرین ہے بلکہ ہر مسلم فرد اور آنے والی نسلوں کے لیے باعث ہزار فخر ہے۔ انہوں نے عزت و وقار کے ساتھ حریت و حرمت کی سرشاریوں کے ساتھ ساتھ زندہ رہنے کے لیے ایک آزاد وطن کی راہیں متعین کیں۔ مسلم خواتین کی یہ جدوجہد ہماری تاریخ میں ایک روشن باب کا اضافہ کرتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ معین الدین عقیل، تحریک آزادی میں اردو کا حصہ، کراچی، انجمن ترقیٔ اردو، ۱۹۷۶ء، ص ۴۲۲ ۔ ۴۲۳

۲۔ عزیز جاوید، پاکستان کی نامور خواتین ، پشاور،دیبا پبلیکیشنز، س ن، ص۶۳ ۔ ۷۰

۳۔ بیگم سلمیٰ تصدق حسین، تحریک پاکستان میں خواتین کا کردار، روزنامہ جنگ راولپنڈی، جمعہ میگزین، ۲۳ مارچ ۱۹۹۰ء ، ص ۵۲

۴۔ نورالصباح بیگم، تحریک پاکستان اور خواتین، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۰ء، ص ۵۸، ۲۲۱

۵۔ منور ثمینہ سید و ظفر علی راجہ (مرتبین) قائداعظم اور خواتین، لاہور، ادارۂ مصنفات، ۱۹۸۳ء، ص ۱۳۶

۶۔ ایضاً
۷۔ سالانہ اجلاس پٹنہ، ۱۹۳۸ء مسلم لیگ پیپرز، آرکائیوز آف دی فریڈم موومنٹ، کراچی، جلد چہارم، ص ۲۰
۸۔ نورالصباح بیگم، تحریک پاکستان۔۔۔، ص ۲۶۹
۹۔ آغا حسین ہمدانی، فاطمہ جناح ، حیات و خدمات، اسلام آباد،قومی کمیشن برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، ۱۹۷۸ء، ص ۶۰
۱۰۔ علی محمد راشدی، تعارف، نورالصباح بیگم، تحریک پاکستان۔۔۔، ص ۲۰ ۔ ۲۱
۱۱۔ صدیق علی خان، بے تیغ سپاہی،دوسرا ایڈیشن، کراچی، فضلی سنز، ۱۹۷۱ء، ص ۱۶
۱۲۔ نورالصباح بیگم، تحریک پاکستان ۔۔۔، ص ۳۰۵
۱۳۔ بیگم سلمیٰ تصدق حسین، تحریک پاکستان۔۔۔، ص ۵۲
۱۴۔ عزیز جاوید، قائداعظم اور سرحد، تیسرا ایڈیشن، لاہور، ادارۂ تحقیق و تصنیف، ۱۹۷۸ء ۔ ص ۳۱۰
۱۵۔ ایضاً ۔ ص ۳۰۵
۱۶۔ ایضاً ۔ ص ۳۱۷، ۳۱۸
۱۷۔ مقبول انور داؤدی، قائداعظم ، لاہور،فیروز سنز، ۱۹۵۵ء ، ص ۸۴
۱۸۔ گلبانگ حیات (محترمہ فاطمہ جناح کی تقاریر)، لاہور، فیروز سنز، ۱۹۵۱ء ۔ ص ۲
۱۹۔ آغا حسین ہمدانی، محترمہ فاطمہ جناح ۔۔۔، ص ۶۱ ۔ ۶۲
۲۰۔ صدیق علی خان، بے تیغ ۔۔۔ ، ص ۲۴۵۔ ۲۴۶
۲۱۔ گلبانگ حیات، ص ۵۔ ۶
۲۲۔ انعام الحق کوثر، تحریک پاکستان میں بلوچستان کا حصہ، اسلام آباد، وزارت اطلاعات و نشریات، ص ۲۰۶
۲۳۔ نورالصباح بیگم، تحریک پاکستان۔۔۔، ص ۱۹۲
۲۴۔ بیدار ملک، فیصلہ کن معرکہ، لاہور، پاکستان سٹڈی سینٹر، ۱۹۸۷ء ، ص ۴۵۶
۲۵۔ عزیز جاوید، قائداعظم اور سرحد ۔۔۔، ص ۲۹۸
۲۶۔ مسرت جہاں صدیقی، نذر پاکستان، قائداعظم پیپرز، مطبوعہ مواد، حوالہ نمبر ۲۴۵، ص ۱۵، ۱۶
۲۷۔ سیدہ ریاض فاطمہ گلاوٹھی (مؤلفہ)، شان لیگ، اسلام آباد، مائیکروفلم، رول نمبر آر آئی ۳۰۸، ص ۱۱۔ ۱۲

۲۸۔ معین الدین عقیل، تحریک آزادی میں اردو کا حصہ ، ص ۵۳۶

۲۹۔ ایضاً۔ ص ۵۳۸

۳۰۔ عبدالوحید قریشی (مرتب)، تاریخی فیصلہ، کراچی، نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۷۶ء، ص۔ ۴۱ ۔ ۱۴۱

۳۱۔ ایضاً۔ ص ۲۶۳۔ ۲۶۴

۳۲۔ ایضاً۔ ص ۲۷۶۔ ۲۷۷

۳۳۔ ایضاً۔ ص ۲۹۱۔ ۲۹۲

۳۴۔ نورالصباح بیگم، تحریک پاکستان، ص ۱۳۹، ۱۴۱

۳۵۔ عزیز جاوید، قائداعظم اور سرحد، ص ۱۵۱، ۱۷۵، ۱۷۶

۳۶۔ ایضاً۔ ص ۳۰۶

۳۷۔ ایضاً

۳۸۔ انعام الحق کوثر، تحریک پاکستان، ص۲۵۲

۳۹۔ نورالصباح بیگم، تحریک پاکستان اور خواتین، ص ۲۷۲

۴۰۔ کرم حیدری، ملت کا پاسبان، کراچی، قائداعظم اکیڈیمی، ۱۹۸۱ء ، ص ۳۰۷

سہ ماہی مجلہ

فکرونظر

فکرونظر ادارہ تحقیقات اسلامی کا اُردو مجلّہ ہے۔ ادارہ تحقیقات اسلامی کو مستقل تحقیقی تصانیف پیش کرنے کے علاوہ گذشتہ تیس برس سے اپنے عربی، انگریزی اور اردو مجلّات کے ذریعے اسلامی علوم، تہذیب، ثقافت اور زبان و ادب سے متعلق گرانقدر علمی مضامین کی اشاعت کا شرف بھی حاصل ہے۔ مجلّہ "فکرونظر" کے خصوصی شمارے اپنے اپنے موضوعات پر مآخذ کی حیثیت رکھتے ہیں جن میں سیرت نمبر، یوم تاسیس نمبر، نفاذ شریعت نمبر، حج نمبر، سید صباح الدین عبدالرحمٰن نمبر خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔

بدل اشتراک

قیمت فی شمارہ: ۱۰ روپے
سالانہ چندہ : ۳۵ روپے

ادارہ تحقیقات اسلامی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی
پوسٹ بکس نمبر ۱۰۳۵
اسلام آباد ۴۴۰۰۰
پاکستان